حضرت مولانا عبدالحق صاحب چوہان رحمہ اللہ ناقل ابو معاویہ رحمانی چوہان

تکمیل نبوت

خداوند قدوس نے انسان کو ایک ایسی امتیازی فطرت سے نوازا ہے کہ جس کے باعث وہ "اشرف المخلوق" کے درجۂ رفیعہ پر فائز ہے۔ انسان کے فطری خصائص میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کی فطرت کے خمیر میں خیر و شر کی استعدادی قوت ودیعت رکھی گئی ہے۔ استعدادِ شر کے باعث یہ قبائح و فواحش کا ارتکاب کراتا ہے اور استعدادِ خیر کے باعث خیر و حسنات کے امور سرانجام دیتا ہے۔ انسان کی اس فطری جامعیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔

ان اللّٰہ خلق آدم وجعل فیہ نفساً وروحاً فمن الروح عفافہ وحلمہ وسخاؤہ ووفاؤہ ومن النفس شھوتہ وطیشہ وسفھہ وغضبہ (الرّوض الانف ج ۱ ص ۱۹۸)

ترجمہ:۔ خداوند قدوس نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کی فطرت میں نفس اور روح کو ودیعت رکھا ہے۔ انسان کی پاک دامنی، بردباری، سخاوت اور ایفائے عہد روح کے باعث ہے اور انسان میں برائیوں کی خواہش، غصہ، بےوقوفی کے کام اور غضب نفس کے باعث ہے۔

یہ قوت استعداد افعال کے اعتبار سے غیر متناہی یعنی انسان اگر جذبہ تسکین خواہشات کے تحت اس قوت کو فواحش و قبائح کے ارتکاب میں صرف کرتا رہے تو اس کے شر و عصیان اور تجاوز عن الحدود کے لئے کوئی ایسا نقطہ معرض وجود میں نہیں آئے گا کہ جس کے بعد انسانی استعداد معدوم ہو جائے۔ اور اس کے شر و استکبار کی وہ انتہائی منزل ہو۔ اور اسی طرح اگر انسان اس قوت استعداد کو امور خیر و حسنات میں صرف کرے تو ترقی مدارج و معارج کی شاہراہ پر ایسی کوئی منزل معرض وجود میں نہیں آئے گی کہ جس پر انسان کی روحانی ترقی و صعودی حرکت منقطع و مختتم ہو کر سکون و جود میں تبدیل ہو جائے بلکہ ہر آن و ساعت میں تقرب الی اللہ کے مدارج کی منزل طے کرتا رہے گا۔ انسان کی اس جامعیت اور فطری خصوصیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ملک را عقل داد بے شہوت و غضب، و حیوان را شہوت و غضب داد بے عقل، و انسان را ہر دو داد پس اگر انسان شہوت و غضب را مطیع و منقاد عقل گرداند و بکمال عقلی برسد۔ رتبہ او از ملک اعلیٰ باشد۔ چہ ملک را مزاحمی در کمال نیست بلکہ اختیارے دراں نہ۔ و انسان باوجود مزاحم بسعی و اجتہاد بایں مرتبہ فائز شدہ۔ و اگر عقل را مغلوب شہوت و غضب سازد خود را از رتبہ بہائم فروتر انداز دچہ ایشاں بواسطۂ فقدان عقل کہ وازع شہوت و غضب تواند بود۔ در نقصان معذور اند بخلاف انسان۔ (اخلاق جلالی ص ۴۴)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو قوت عاقلہ سے تو نوازا ہے لیکن ان میں قوت شہوانیہ اور غضبیہ مفقود ہے اور انسان کے علاوہ باقی حیوانات کے اندر قوت شہوانیہ و غضبیہ موجود ہے۔ لیکن قوت عاقلہ سے یہ عاری ہیں

اور انسان کے اندر یہ دونوں چیزیں موجود ہیں۔ پس انسان اگر قوت شہوانیہ اور غضبیہ کو عقل کے تابع اور اس کا فرماں بردار بنادے تو انسان عقلی کمال کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اور اس کا درجہ فرشتوں سے بھی بلند ہو جاتا ہے۔ کیونکہ فرشتوں کے اندر کوئی ایسی قوت موجود نہیں جو کہ کمال عقلی کے حصول سے مانع اور مزاحم ہو بلکہ وہ تو نیکی کے خلاف عمل کرنے کی قوت اختیار سے بھی محروم ہیں اور انسان کی فطرت میں کمال عقلی کے حاصل کرنے میں نہ مزاحم موجود ہے۔ اس لئے انسان یہ مرتبہ اجتہاد و سعی مسلسل کے بعد ہی حاصل کرتا ہے۔ اور انسان اگر قوت عاقلہ کو قوت شہوانیہ اور غضبیہ کے تابع کردے تو حیوانات کے درجہ سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ اس لئے کہ حیوانات قوت شہوانیہ اور قوت غضبیہ کا مقابلہ کرنے والی قوت عاقلہ سے عاری ہونے کے بعث معذور ہیں اور انسان کے اندر قوت عاقلہ موجود ہے۔ خداوند قدوس نے جس طرح مادی اشیاء کی فطرت میں بعض ایسی خصوصیات ودیعت رکھی ہیں کہ جن کے باعث وہ اشیاء بدن انسانی کے لئے مفید یا مضر ثابت ہوتی ہیں۔ اسی طرح اعمال انسانی بھی معنوی خصائص پر محیط و مشتمل ہیں۔ انہیں خصائص کے اعتبار سے بعض اعمال مضر۔ للیکن ان کے منافع اور مضرات سے اثرات کا ظہور حیات اخروی میں ہوگا۔ جس طرح جسمانی اطباء جسم انسانی کے لئے مفید یا مضر اشیاء کی نشاندہی کرتے ہیں۔

''چنانکہ ابدان را بعض اشیاء نافع و بعض ضار دریں حیات دنیا ہمچنیں انسان را بعض افعال مضر درحیات اخرویہ۔ چہ افعال استعداد اقتضائے ایصال بجنتہ و نارمی دارند۔ وایں ضرور و نفع افعال درجات اخرویہ کہ حیات اصلیہ است ظاہر خواہد شد۔ وایں حیات را بعض افعال نافع است و بعض مضر۔ وریں حکم مر افعال درحد ذات وے ثابت است۔ وچنانکہ طبیبا طبیعتہ اشیاء نافعہ وضارۂ ابدان را در حیات دنیاویہ بیان می کنند تا بدن از عروض مرض درحیاۃ دنیا مصئون باشد ہمچنیں انبیاء ورسل مضرات و نافعات حیات اخروی بیان می فرمانید تا بعمل بآں انسان مصئون باشد از رنج والم (بحرالعلوم شرح مثنوی ص ۱۲۵ دفتر سوم)

ترجمہ:۔ جیسا کہ انسان کے بدن کے لئے اس دنیا کی زندگی میں بعض چیزیں نفع رساں اور بعض چیزیں نقصان دہ ہیں اسی طرح حیاۃ اخرویہ کے لئے بھی بعض انسانی اعمال نقصان دہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ افعال بہ اعتبار اپنی ذاتی خصوصیت کے جنت اور جہنم تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں اور ان کا نفع اور نقصان حیات اخرویہ میں ظاہر ہوگا جو کہ اصلی حیات ہے۔ اس لئے بعض افعال حیات اخرویہ کے لئے نفع رساں ہیں اور بعض افعال نقصان دہ۔ اور یہ خاصیت ان کی ذات میں موجود ہے۔ اور جس طرح انسانی جسم کے حکیم اور طبیب انسان کے جسم کے لئے مفید اور مضر اشیاء کی نشاندہی کرتے ہیں تا کہ انسان بیمار ہونے سے محفوظ رہ جائے اسی طرح انبیاء علیہم السلام حیاۃ اخرویہ کے لئے مفید اعمال اور مضر اعمال بیان کرتے ہیں تا کہ انسان اخروی زندگی میں رنج والم سے نجات حاصل کرسکے۔

ان الانسان خلق من بدن وقلب واعنی بالقلب حقیقتہ روحہ التی ھی محل معرفۃ اللّٰہ دون اللحم والدم الذی یشارک فیہ المیت والبھیمۃ وان البدن لہ

صحة بها سعادته و مرض فيه هلاكه وان القلب كذالک له صحة وسلامة ولا ينجو "الا من اتى الله قلب سليم" وله مرض فيه هلاكه الا بدى الأخروى كما قال تعالىٰ "فى قلوبهم مرض" وان الجهل بالله سم هلک وان معصيته الله بمتابعة الهوى داؤه الممرضى وان معرفة الله تعالى ترياقه المحى وطاعته بمخالفة الهوى دواؤه الشافى وانه لا سبيل الى معالجته بأزالت مرضه وكسب صحته الا بالدوية كما لا سبيل الى معالجته البدن الا بذالک وكما ان ادوية البدن توثر فى كسب الصحة بخاصية فيها تقليد الاطباء الذين اخذوها من الانبياء الذين اطلعوا بخاصية النبوة على خواص الاشياء فكذالک بان لى على الضرورة ان ادوية العبادات بحدودها ومقاديرها المحدودة المقدرة من جهة الانبياء لا يدرک وجه تأثرها ببضاعة عل العقلاء بل يجب فيها تقليد الانبياء الذين ادركوا تلک الخواص بنور النبوة لا ببضاعة العقل وكما ان الادوية تركبت من اخلاط مختلفة وبعضها ضعيف البعض فى الوزن فلا يخلواخلاف مقاديرها عن سرهو من قبيل الخواص فكذالک العبادات التى هى ادوية داء القلوب مركبة من افعال مختلفة النوع المقدار حتى ان السجودضعف الركوع وصلوة الصبح نصف صلواة العصر فى المقدار ولا يخلو عن سرمن الاسرار هو من قبيل الخواص التى لا يطلع عليها الا بنود النبوت ولقد تحامق وتجاهل جداً من اراد ان يستنبط بطريق العقل لها حكمة اوظن انها ذكرت على سبيل الاتفاق (المنقذل من الضلال ص۵۸، ۵۹)

ترجمہ:۔ تحقیق بلاشک وشبہ انسانی تخلیق میں دو اجزا ہیں ایک بدن اور دوسرا قلب۔ قلب سے مراد روح کی وہ حقیقت ہے جو کہ معرفت الٰہی کا سر چشمہ ہے اور یہ ظاہری گوشت اور خون کا ٹکڑا مراد نہیں جس میں مردہ اور زندہ دونوں شریک ہیں اور تحقیق بدن انسانی کے لئے صحت کی کیفیت ہے جس پر انسانی جسم کی سعادات کا مدار ہے اور ایک مرض کی کیفیت ہے جس میں انسان کے جسم کے لئے ہلاکت ہے۔ اسی طرح انسانی روح کے لئے بھی صحت و سلامتی ہے اور وہ شخص (روحانی مرض سے) نجات یافتہ ہے جس کی یہ کیفیت ہو مگر ہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لیکر آئے۔ اور اسی طرح روحانی بھی ہے اور اس مرض میں اس کے لئے عالم آخرت میں ابدی ہلاکت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان کے دلوں میں بیماری ہے، تحقیق اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں جاہل رہنا سم قاتل ہے اور خواہشات نفسانی کی متابعت کے باعث خداوند قدوس کے احکام کی نافرمانی دل کی بیماری کو بڑھانے والی مرض ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت دل کی بیماری کے لئے زندگی بخش تریاق

ہے اور خدائے قدوس کی اطاعت انسانی قلب کے لئے نسخہ شفاء ہے جس طرح بدن انسانی کے مرض کا ازالہ اور حصول صحت ادویہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح روح انسانی کے مرض کا ازالہ اور حصول صحت بھی بغیر ادویہ کے ناممکن ہے جس طرح انسانی جسم کی صحت کے حصول میں ادویہ اپنے خصوصی اثرات اور خواص کے باعث مؤثر ہیں اور یہ ان خصوصی اثرات اور خواص کا ادراک انسانی عقل و فہم سے باہر ہے بلکہ اس معاملہ میں اطباء کی تقلید کی جاتی ہے اور در حقیقت ان خواص کا علم بھی اطباء کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔

اسی طرح میرے لئے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ عبادات بھی روح انسانی کے لئے صحت بخش ادویہ ہیں ان کے خصوصی مقادیر کا تعین انبیاء علیہم السلام کی طرف سے ہوا ہے۔ اور خاص مقادیر اور اوزان کے اندر جو خصوصی تاثرات ودیعت ہیں داناؤں کی عقلیں ان کے ادراک سے عاجز و درماندہ ہیں بلکہ ان کے ادراک میں انبیاء علیہم السلام کی تقلید ضروری ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا ادراک بھی فیضان نبوت کا نتیجہ ہے نا کہ عقل و تجربہ کا اور تحقیق جس طرح ایک نسخہ مختلف الاثرات ادویہ سے مرکب ہوتا ہے اور ادویہ کے وزن بعض دوسری ادویہ کے وزن سے دو چند ہوتے ہیں اور اوزان کا یہ اختلاف بھی ادویہ کی تاثیرات میں ایک سر مکتوم ہیں اسی طرح عبادات بھی جو کہ دل کی بیماریوں کے لئے ادویہ ہیں وہ بھی مختلف افعال اور مختلف مقادیر سے مرکب ہیں حتی کہ نماز کی ایک رکعت میں ایک رکوع ہے لیکن سجدہ اس کا دوہرا ہے۔ اور صبح کی نماز باعتبار تعداد رکعات کے عصر کی نماز کا نصف ہے عبادات کا یہ اختلاف بھی ایک ایسا راز ہے کہ جس کا ادراک نور نبوت کے بغیر ناممکن ہے۔ اور وہ شخص سخت جاہل اور احمق ہے جو ان اختلافات کی حکمت کو عقل کے ذریعہ معلوم کرنا چاہے یا یہ گمان کرے کہ یہ اختلافات بغیر کسی راز کے محض اتفاقی ہیں۔

انسانی فطرت کی اس تمہیدی توضیح اور اس کے اعمال کے روحانی اور فطری خصائص بیان کرنے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ قوت خیر کی تدبیر و اصلاح اور قوت شر کے مضرات اور نقصانات سے تحفظ کے لئے اور اس کی تربیت تزکیہ اور نظام زندگی کو جادۂ اعتدال پر استوار کرنے کے لئے خداوند قدوس کی طرف سے نوع انسانی میں سے برگزیدہ انسانوں کا ایک ایسا خاص طبقہ متعین ہے جو کہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے احکام حاصل کرے اور اسی کے مطابق انسانوں کی تربیت کر کے نظام زندگی کو استوار کرے۔ اور اس برگزیدہ گروہ کی حیاۃ طیبہ اور اسوۂ حسنہ، تعمیر سیرت میں مشعل راہ ثابت ہو اور جب تک انسانی زندگی کے تمام شعبہ ہائے حیات کو ان کے بتائے ہوئے طریق زندگی پر استوار نہ کیا جائے اس وقت تک انسان کے لئے سعادات اولیٰ اور اخریٰ کا تحصل ناممکن و محال ہو۔ انسانوں میں خداوند قدوس کی طرف سے یہ وہبی منصب جس برگزیدہ طبقہ کے لئے مختص کیا گیا ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی ذوات مقدسہ ہیں۔

وقد اتفق المالكية وغيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة (اليواقيت ج۱ ص۱۶۵)

علماء امت کا اتفاق ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت ایک اکتسابی مرتبہ ہے وہ زندیق اور دائرہ اسلام

سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ عقیدہ عقیدہ ختم نبوت کے متضاد اور اس سے متصادم ہے۔

نبوت کا یہ منصب رفیع خداوند قدوس کی طرف سے ایک وھبی منصب ہے جس کے حصول کا مدار کسب و اکتساب پر نہیں۔ اس منصب کی ابتداء سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات سے ہوئی ہے۔ اور قصر نبوت کی تکمیل اس مقدس گروہ کے آخری فرد اور خاتم سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہوئی ہے اس لئے آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ

ان الرسالة والنبوة انقطعت فلارسول بعدی ولا نبی بعدی

رسالت اور نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اب میرے بعد نہ کوئی (نیا) رسول آئے گا۔ اور نہ ہی کوئی نبی۔

فطرۃ انسانی کی جامعیۃ کے آئینہ میں بعثۃ انبیاء علیہم السلام کی ضرورۃ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقۃ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نبوت کا تعلق خداوند قدوس کی صفت ربوبیت سے ہے اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی ہے اس آیت میں خداوند قدوس کی صفت ربوبیت کا ذکر ہے۔ اور اسی طرح تبلیغ رسالت کے متعلق قرآن مجید کی آیت:

"یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک" ، "یاایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم"

میں صفت ربوبیت خداوند قدوس کی ایک صفت ہے کہ اس کے مظہر تربیت کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی اس لئے سلسلۂ نبوت کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی۔

وھی تبلیغ الشی الی کمالہ شیئاً فشیئاً (بیضاوی)

یعنی تربیت کا معنی ہے کسی شی کو تدریجاً اپنے کمال تک پہنچانا۔

ممکن ہے کسی شخص کو یہ وہم ہو کہ قرآن مجید کی آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ رحمت سے تعبیر کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوت کا تعلق صفت رحمت سے ہے گہری نظر سے اگر ان مباحث کا مطالعہ کیا جائے تو اس وہم اور خدشہ کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ خداوند قدوس کی صفت رحمت کا تحقق صفتہ ربوبیت میں بھی ہے اس لئے نبوت کو جن آیات میں رحمت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے تو یہ اس کے منافی نہیں کیونکہ بہ توسط صفت ربوبیت نبوت کو صفت رحمت کے ساتھ بھی تعلق ہے۔ ہمارے اس بیان سے مرزائیوں کا یہ مشہور مغالطہ بھی دور ہو گیا ہے کہ نبوت خدا تعالیٰ کی رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے انقطاع نہیں اس لئے نبوت کا بھی اختتام نہیں۔ اس لئے کہ پیغام نبوت خداوند قدوس کی رضاء جوئی کا ایک نظام تربیت ہے اس لئے اس نظام کے لئے کمال ہونا ضروری ہے۔ مزید برآں یہ کہ ختم نبوت چونکہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں قیاس فاسد اور تاویل باطل کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور اگر نبوت کا اختتام نہ ہو تو پھر یہ خرابی لازم آتی ہے کہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کے نظام شریعت کی تکمیل نہیں ہوئی۔